دیکھتے ہو۔ ڈوبتے ہوئے کو بچا کر گھوڑے سے گرنے والے کو اُٹھاؤ گے۔ سوار گھوڑے سے گر کر اکثر خود دامن جھاڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ جو سیلاب میں بے قابو ہو جائے اُس کو خدا ہی بچائے تو بچے۔

امیر خسرو		مولنا نظامی
گر رحمتِ تست برنکو زیست رحمت کُن بندگانِ بد کیست	(۲)	گر قہر سزائے است آخر ہم لطف برائے ماست آخر

نیازمندانہ ناز مولنا نظامی کے یہاں ہے، امیر خسرو کے یہاں شانِ عجز۔ اوّل لطف اور رحمت کا موازنہ کرو۔ پھر اس عاجزانہ سوال پر غور کرو۔ ع

رحمت کُن بندگانِ بد کیست؟

امیر خسرو		مولنا نظامی
افلاس ببین و از سرِ جود بخشائے خزینہائے مقصود	(۳)	پیشِ تو نہ دیں نہ طاعت آرم افلاسِ تہی شفاعت آرم

اپنے اپنے رنگ میں دونوں شعر لاجواب ہیں۔ خسروی عجز مولنا نظامی کے شعر میں ہے اور نظامی شوکت امیر خسرو کے شعر میں۔ امیر خسرو کے سوال میں بھی اس موقع پر شانِ خسروی ہے

بخشائے خزینہائے مقصود

افلاس، جود، خزینہ مناسب الفاظ ہیں۔ مولنا کے یہاں "تہی" کے لفظ نے شعر میں جان ڈال دی ہے

امیر خسرو		مولنا نظامی
جائیم رساں کز اوجِ اخلاص دیوم بفرشتگی شود خاص	(۴)	یک ذرہ ز کیمیائے اخلاص گر بر مسِ من نہی شود خاص

مولنا نظامی ایک ذرۂ اخلاص کے طالب ہیں۔ امیر خسرو اوجِ اخلاص پر مسعود چاہتے ہیں۔ مس کو سونا کر دینے سے دیو کو فرشتہ بنا دینے میں زیادہ ترقی ہے۔ امیر خسرو کا مضمون زیادہ بلند ہے۔

(گزارش)

امیر خسرو	مولنا نظامی
زینساں کہ امید دارم از تو	روزیکہ مرا زمن ستانی
خواہش بجز ایں ندارم از تو	ضائع مکن از من آں چہ دانی
کاندم کہ دمم ز تن بر آید	وانگہ کہ مرا بہ من دہی باز
با نام تو جانِ من بر آید	یک سایۂ لطف بر من انداز
در مجلسِ قدس بخش جایم	آں سایہ کہ از چراغ دوریست
تا با تو بہ جانب تو آیم	آں سایہ کہ آں چراغ نوریست
آں راہ نما بہ من نمانی	تا با تو چراغ نور گردم
کاندر تو رسم دگر تو دانی	چوں نور ز سایہ دور گردم

مولنا نظامی نے دو سوال کئے ہیں۔ ایک اوّل شعر میں ضائع مکن از من الخ اس میں قبولِ عمل کا پہلو ہے۔ دوسرے سوال کا بیان دوسرے شعر سے شروع ہو کر چوتھے پر ختم ہوتا ہے۔ انتہا یہ ہے ع

تا با تو چراغِ نور گردم

امیر خسرو صرف ایک سوال کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں ع

خواہش بجز ایں ندارم از تو

سوال کی انتہا یہ ہے ع

کاندر تو رسم دگر تو دانی

دونوں انتہائی مصرعوں پر غور کرو اور دیکھو کہ فنافی اللہ کا مضمون کس میں زیادہ نمایاں ہے؟ یقینی امیر خسرو کے مصرع میں۔ دیکھو مولٰنا نظامی کا مدعا ختم ہو جاتا ہے ع

تا با تو چراغِ نور گردم

امیر خسرو فنافی اللہ کے بعد بھی ترقی مدارج کے آرزومند ہیں ع

کاندر تو رسم دگر تو دانی

دگر تو دانی میں مدارج کی انتہا نہیں۔ علم قدیم غیر متناہی ہے۔ علیٰ ہذا سوال کی بھی انتہا نہیں۔ جہاں تک رسائی فہم تھی، مدعا ظاہر کیا اور خوب ظاہر کیا۔ آگے حضرتِ کریم کے علم قدیم کے حوالہ کر دیا۔ اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہ۔ مولٰنا نظامی کے یہاں نور، سایہ اور چراغ کا تلازم بہت خوب ہے۔ امیر خسرو نے صاف صاف الفاظ میں مدعا عرض کر دیا ہے۔ اوّل مجلد قدس میں مقام چاہتے ہیں پھر وہاں سے رفیق اعلیٰ کی رفاقت میں قدم آگے بڑھتا ہے ع

تا با تو بہ جانبِ تو آیم

انتہائے سیر ع

کاندر تو رسم دگر تو دانی

نہیں نہیں کچھ انتہا ہی نہیں۔ لفظ ثنائی کس قدر بلیغ وحسب حال ہی۔ امیر خسرو نور ظلمت سے
مضمون کو دوسرے عنوان سے بیان کرتے ہیں:

عفو تو کہ مشعلیست پُر نور   از ظلمتِ راہِ من کُن دُور
روشن کن ازاں نمط رہم را   کاری بہ سحر شبانگہم را

ظلمتِ شب کو نور سحر سے بدل دینا کمال تنویر ہی۔ ان دو شعروں کا مقابلہ کرو۔

مولنا نظامی   (۲)   امیر خسرو

وانگہ کہ نفس بآخر آید   کاندم کہ دمم زتن برآید
ہم خطبۂ نام تو سرآید   با نامِ تو جانِ من برآید

ظاہر ہی کہ مضمون دونوں شعروں کا ایک ہی یعنی خاتمہ تیرے نام پر ہو۔ خطبہ کے
لفظ سے مولنا نظامی کے مصرع میں خاص شانِ بلاغت پیدا ہوگئی ہی۔ بیان امیر خسرو کا
زیادہ موثر ہی جو موقع کے بالکل مناسب ہی۔ مولنا نظامی فرماتے ہیں جب نَفَس آخر ہو
(زندگی ختم ہو) تو تیرے نام کا خطبہ پڑھ رہا ہو۔ امیر خسرو فرماتے ہیں جب دم نکلے
تو جان تیرا نام لیتی ہوئی نکلے۔ جان اور نَفَس میں جس قدر فرق ہی اُسی قدر نام کی
محبوبیت میں فرق اسلوب بیان سے مفہوم ہوگا۔ امیر خسرو کے کلام میں 'با نامِ تو'
میں لفظ 'با' نے خاص لطف پیدا کیا ہی جو رفاقت پر دلالت کرتا ہی۔ مولنا کے
شعر میں نَفَس نام پاک لیتا ہوا ختم (آخر) ہو رہا ہی۔ امیر خسرو کے کلام میں جان نامِ پاک

کے ساتھ جاری ہے۔ برآید پر غور کر کے دیکھو کہ کہاں۔ کچھ شبہ نہیں کہ یہ خوبی مضامین حضرت نظام المشائخ کی صحبت کا فیض ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

مولنٰا نظامی کے اشعار ذیل نہایت بلیغ اور اثر عجز و نیاز میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

من بیکس و رخنہ نہانی — ہاں اے کس بیکساں تو دانی

پیش تو نہ دیں نہ طاعت آرم — افلاس تہی شفاعت آرم

گر تن جبشے بہ سرشتہ تست — در خط ختنی نبشتہ تست

ہاں اے کس بیکساں۔ سبحان اللہ۔ اس شعر کا مضمون اور تقابلِ الفاظ کمالِ اُستادی ہے۔

نعت

امیر خسرو	مولنٰا نظامی
شاہِ رسل و شفیع مرسل	اے ختم پیمبرانِ مرسل
خورشید یقین و نورِ اول	حلوائے پسین و ملحِ اوّل
سلطانِ ممالکِ رسالت	اے حاکمِ کشورِ کفایت
طغرائے صحیفۂ جلالت	فرماں دِہ جملۂ ولایت
ہم نور دِہ چراغِ بینش	اے خاکِ تو توتیائے بینش
ہم چشم و چراغِ آفرینش	روشن بہ تو چشمِ آفرینش
گنجینۂ کیمیائے عالم	خاکِ تو ادیمِ روئے آدم
پیش از ہمہ پیشوائے عالم	نورِ تو چراغِ ہردو عالم

مولانا نظامی

هر که آرد با تو خود پرستی
شمشیر ادب خورد دو دستی
اے شاه سوار ملکِ هستی
سلطانِ خرد به چیره دستی
اے بر سرِ سدره شاهراهت
وے بر سرِ عرش تکیه گاهت
رفته ز ورائے عرشِ والا
هفتاد هزار پرده بالا
اے صدرنشینِ هر دو عالم
محرابِ زمین و آسمان هم
گشته زمیں آسمان ز دینت
نے نے شده آسمان زمینت
هر عقل که بے تو پے نبرده
هر جاں که نه زندهٔ تو مُرده
عقل ارچه خلیفهٔ شگرف ست
بر لوحِ سخن تمام حرف ست
ق

امیر خسرو

سرکوبِ مخالفان ابتر
تن پوشِ برهنگانِ محشر
شاهنشهِ تختِ آسمانی
خوانندهٔ تختهٔ نهانی
مجوبه کشاے پردهٔ غیب
گنجورِ خزینهاے لاریب
پروانه رسانِ ظلمت و نور
وز نور و دخاں نوشته منشور
یلیس زده بانش دُرفشانده
طاهاش وان یکاد خوانده
نامش به سریرِ پادشاهی
توقیعِ سپیدی و سیاهی
جاروب زنانِ بارگاهش
از پرِ فرشته رُفته راهش
شمشیرِ سیاستش سرانداز
شمشیرِ زبانش گوهرانداز

مولانا نظامی

ق

هم مهر مؤیدی ندارد
تا دینِ محمدی ندارد
ای شاهِ مقربانِ درگاه
نامِ تو ورای هفت خرگاه
صاحب طرفِ ولایتِ جود
مقصودِ جهان جهانِ مقصود
سرجوش خلاصهٔ معانی
سرچشمهٔ آبِ زندگانی
سرخیل توئی و جمله خیل اند
مقصود توئی همه طفیل اند
سلطانِ سریرِ کائناتی
شاهنشهِ کشورِ حیاتی

امیر خسرو

ذیلِ کفنش ز فتنها دور
خاکِ قدمش بدیده ما نور
در کتبِ کاف و نون شب و روز
زد جمله رسل دو حرف آموز
کلک از صفتش زبان بریده
نُه بحر ز کلکِ او چکیده
لشکرکشِ آسمان غلامش
تعویذِ کلاه کرده نامش
خورشید به نیلگوں عماری
دربانِ درش به پرده داری

مولنا نظامی کے مطلع کے مصرع اوّل میں صرف ایک صفت ختمِ رسالت کا ذکر ہے۔ دوسرا مصرع بہت مشہور ہے اور اُس میں حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوّل و آخر شرف کو نہایت لطیف و مرغوب پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔ یعنی نمک اوّل حلوا پسین خوانِ کرم پر دستورِ قدیم کے مطابق آغاز نمک سے ہوتا ہے۔ خاتمہ حلوہ یا شیرینی پر

جب کائنات کا خوانِ کرم بچھا تو اُس پر صلائے عام کا آغاز و انجام ذاتِ اقدس سے ہوا۔ روحی فداہ ۔ نہ صرف یہ بلکہ جس طرح نمک قوام بدن کا باعث اور غذا میں لطفِ ذوق پیدا کرنے والا ہے اسی طرح ذاتِ ہمایوں قوام و صلاحِ عالم کا اصلی سبب اور جمالِ مبارک تمام کائنات کا نمک اور حُسن تھا۔ خاتمہ دسترخوان کا حلوہ پر ہوتا ہے جو علاوہ خوش ذائقہ ہونے کے ہاضمِ طعام ہونے کی حیثیت سے غذا کے اصل مفاد کے حصول کا ذریعہ ہوتا ہے۔ شیرینیِ ذوق کی اعلیٰ ضیافت ہے۔ اسی طرح ذاتِ مبارک پر رسالت کا خاتمہ تمام اگلی رسالتوں کی تعلیم کی کامیابی اور مرغوب ترین انجام تھا۔ امیر خسرو کے مطلع کے اوّل مصرع میں دو صفتیں مذکور ہیں ایک سروریِ انبیاء دوسری شفاعتِ مذنبین۔ دوسرا مصرع بہت بلند پایہ ہے۔ ع

حلوائے پسین و ملحِ اوّل

امیر خسرو فرماتے ہیں: ع "خورشیدِ پسین و نورِ اوّل"۔ اس مضمون میں قابلِ غور یہ ہے کہ خورشید کے طلوع ہوتے ہی سارے تارے نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں اور خورشید سب کا تنہا قایم مقام بن جاتا ہے۔ آفتابِ رسالت کے طلوع ہونے سے تمام ادیانِ سابقہ کے انوار محو ہو گئے اور نورِ حق کی روشنی سے عالم رشکِ روزِ روشن بن گیا۔ دیکھو ایک لطیف مضمون۔ سورج کا نکلنا ستاروں کے فنا کا باعث نہیں ہوتا بلکہ اُن کے انوار نورِ آفتاب میں محو و جذب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح شرعِ محمدی نے تمام ادیان کی خوبیوں کو احاطہ کر لیا ہے۔ ملحِ اوّل کے مقابل نورِ اوّل حدیث کا مضمون ہے۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اور شان و جلالت کے عین مطابق۔ مُلّا کُبتی شیرازی کا مصرع ہے

خورشید پسین و صبح اوّل

صبح اوّل میں وہ عالم نہیں جو نور اوّل میں ہے۔

امیر خسرو		مولنا نظامی
سلطانِ ممالکِ رسالت	(۲)	اے حاکمِ کشورِ کفایت
طغرائے صحیفۂ جلالت		فرماں دہِ جملۂ ولایت

امیر خسرو کے شعر کا ترفع کسی شرح کا محتاج نہیں حاکم کشور کفایت کے مقابل سلطان ممالک رسالت ہر لفظ بہ روشکوہ میں بڑھکر ہے۔ ع فرماں دہ جملۂ ولایت ع طغرائے صحیفۂ جلالت۔ مضمون اگرچہ جدا ہے تاہم شکوہ الفاظ محتاج بیان نہیں۔

امیر خسرو		مولنا نظامی
ہم نور دہِ چراغِ بینش	(۳)	اے خاکِ تو توتیائے بینش
ہم چشمِ چراغِ آفرینش		روشن بہ تو چشمِ آفرینش

توتیا آنکھ کو قوت دیتا ہے جس سے ایک شخص دیکھ سکتا ہے بشرطیکہ عالم روشن ہو۔ امیر خسرو فرماتے ہیں کہ چراغ بینش کا نور تیز کردیا جس سے ہزاروں آنکھوں کے سامنے منظر حقیقت روشن و عیاں ہوگیا۔ دوسرے مصرع میں روشن کا مقابلہ چشم و چراغ سے کرو علاوہ شوکت الفاظ کی قوت ہدایت صاف دیدہ افروز ہوگی۔ نہ صرف آنکھیں کھولیں

بلکہ شاہ راہِ معرفت پر چراغ بھی رکھدیا۔ امیر خسرو کا دوسرا مصرع ہی ع

خاکِ قدمت بدیدہا نور

مقابلہ کرو۔ ع

اے خاکِ تو توتیائے بینش

فرق صاف روشن ہی۔

امیر خسرو	مولنا نظامی
گنجینۂ کیمیائے عالم	خاکِ تو ادیم روئے آدم (۴)
پیش از ہمہ پیشوائے عالم	نورِ تو چراغِ ہر دو عالم

مولنا نظامی کے اوّل مصرع میں خاکِ پاک روئے آدم کی رونق کا باعث ہی۔ ادیم و آدم کا تناسب طرفہ ہی۔ امیر خسرو نے کیمیائے عالم سے اُس صفت کو بیان کیا جس نے قلب کی ماہیت بدل کر مس سے کُندن بنا دیا۔ ظاہر کی رونق سے اندرونی صفائی پیدا کرنے میں زیادہ کمال ہی۔ دوسرے مصرعوں کا مضمون جُدا جُدا ہے۔ بندش دونوں کی قابلِ داد ہی۔

امیر خسرو	مولنا نظامی
سرکوبِ مخالفانِ ابتر	ہر کہ آرد با تو خود پرستی (۵)
تن پوشِ برہنگانِ محشر	شمشیرِ ادب خورد ودستی

مولنا نظامی کے شعر میں صرف شانِ جلال کا ظہور ہی۔ امیر خسرو نے پہلے مصرع میں اس مضمون کو ختم کرکے دوسرے میں شانِ رحمت بھی دکھلا دی ہی اور کیسے دلگداز

الفاظ میں سج

تن پوشِ برہنگانِ محشر

صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ۔

ہم مضمون وہم قافیہ اشعار کا مقابلہ ختم ہوچکا۔ باقی اشعار دونوں اُستادوں کے اپنے اپنے رنگ میں فرد ہیں۔ مولٰنا نظامی کے حسب ذیل اشعار کس قدر بلیغ ہیں:

اے صدر نشینِ ہر دو عالم — محراب زمیں و آسماں ہم
گشتہ زمیں آسماں زدینت — نے نے شدہ آسماں زمینت
ہر عقل کہ بے تو۔ پے نبردہ — ہر جاں کہ نہ زندۂ تو۔ مردہ
سر جوشِ خلاصۂ معانی — سرچشمۂ آبِ زندگانی
صاحب طرفِ ولایتِ جود — مقصودِ جہاں جہانِ مقصود
سرخیل توئی و جملہ خیل اند — مقصود توئی ہمہ طفیل اند

امیر خسرو کے اشعار ذیل غالباً زیادہ بلیغ اور شانِ رسالت کے مظہر ہیں۔

مجوبہ کشائے پردۂ غیب — گنجور خزینہائے لاریب
پروانہ رسانِ ظلمت و نور — وز نور دو خاں نوشتہ منشور
یٰسیں زدہ باش دُرفشاندہ — طاہاش وان یکا دخواندہ
جاروب زنانِ بارگاہش — از پر فرشتہ رُفتہ راہش
در مکتبِ کاف و نوں شب و روز — زو جملہ رُسل دو حرف آموز

مِعْراج

معراج کے ذکر میں معرکہ کا مقام قربِ خاص کا بیان ہے، اور وہاں کمال شاعری معلوم ہوتا ہے۔ سب سے اوّل یہ دیکھنا ہے کہ دونوں اُستادوں نے اس موقع پر کیا پیرایہ اختیار فرمایا ہے۔

مولانا نظامی	امیر خسرو
هم حضرتِ ذوالجلال دیدی	دید آں چہ عبارتش نسنجد
هم سرِّ کلامِ حق شنیدی	در حوصلۂ خرد نگنجد
از غایتِ فہم و نورِ ادراک	دیدارِ خدائے دید بے غیب
هم دیدن و هم شنیدنت پاک	گفتار ز حق شنید بے ریب
درخواستی آں چہ بود کامت	زاں گفت و شنید بے کم و کاست
درخواستہ خاص شد بنامت	هم گفتن و هم شنیدنت راست
از قربتِ حضرتِ الٰہی	کرد از کفِ غیب شربتے نوش
باز آمدی آں چنانکہ خواہی	کز ہستیِ خویش شد فراموش
گلنار شگفتہ از جبینت	ایزد ز کمالِ مہربانی
توقیعِ کرم در آستینت	دادش بہ کمال ہر چہ دانی
آوردہ براتِ رستگاراں	بنواخت بہ عزتِ سلامش
از بہرِ چو ما شکستہ کاراں	بسپرد ودیعتِ کلامش

امیر خسرو

مقصود دو کون بر قفش ریخت

گنج دو جہاں بدامنش ریخت

با بخشش پاک بندۂ پاک

آمد سوئے بند خانۂ خاک

آورد زحضرتِ خداوند

منشورِ نجاتِ عاصیِ چند

مولنا نظامی نے تصریح فرما دی ہے ؎

ہم حضرتِ ذوالجلال دیدی　　ہم سرِ کلامِ حق شنیدی

امیر خسرو نے جن الفاظ میں اس موقع کا ذکر کیا وہ بہت بلیغ و پر معنی ہیں ؎

دیدآں چہ عبارتش نسنجد　　در حوصلۂ خرد نگنجد

وہ نظارہ ضرور ایسا ہی تھا جو وسعتِ عبارت اور حوصلۂ خرد دونوں سے ماورا تھا

مولنا نظامی کے مطلب کو امیر خسرو نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے ؎

دیدارِ خدائے دید بے غیب　　گفتار زحق شنید بے ریب

"دیدارِ خدائے دید بے غیب" میں جو شانِ رویت ہے وہ غالباً "ہم حضرتِ ذوالجلال دیدی" میں نہیں ہے۔

امیر خسرو	مولنا نظامی
زاں گفت و شنید بے کم و کاست	از غایتِ فہم و نور ادراک
ہم گفتن و ہم شنیدنت راست	ہم دیدن و ہم شنیدنت پاک

مولنا نظامی کا پہلا مصرع بہت بلیغ ہی اور رسالت کے فہم و ادراک کی شان نہایت پر معنی الفاظ میں ظاہر فرمائی ہی۔ وہ موقع جس اہتمام و احتیاط کا تھا اُس کا اظہار امیر خسرو کے الفاظ "بے کم و کاست" اور "راست" میں لفظ "پاک" سے زیادہ مصرح ہی۔ عنایت سرمدی کا ذکر مولنا نظامی ان الفاظ میں فرماتے ہیں ؎

درخواستہ خاص شد بہ نامت	درخواستی آں چہ بود کامت

یعنی جو کچھ مقصود تھا آپ نے چاہا اور جو چاہا عنایت خاص سے عطا ہوا۔ امیر خسرو فرماتے ہیں ؎

دادش بہ کمالِ مہر دانی	ایزد بہ کمالِ مہربانی

اوّل تو بے مانگے بخش پھر کمال مہربانی کو کمال بخشش کے ساتھ ملا کر غور کرو تو ذہن عطیۂ الٰہی کی عظمت سے مالا مال ہو جائیگا۔ خداوند ذوالجلال کمالِ عنایت سے بخشش علی وجہ الکمال فرمائے تو اُس کا اندازہ کون کر سکتا ہی۔ اسی لئے امیر خسرو زور کلام کو مزید ترقی دیتے ہیں اور فرماتے ہیں "ہر چہ دانی"۔ امیر خسرو کے ان اشعار کو پڑھو لطف سرمدی کا نقشہ آنکھوں میں پھر جائیگا ؎

کز ہستیِ خویش شد فراموش	کرد از کفِ غیب شربتے نوش

بنواخت بہ عزتِ سلامش | بسپرد ودیعتِ کلامش
مقصودِ دوکون برتنش ریخت | گنجِ دوجہاں بدامنش ریخت

مراجعت ملاحظہ ہو۔ مولٰنا نظامی ؎

از قربتِ حضرتِ الٰہی | باز آمدی آں چنانکہ خواہی
گلنار شگفتہ از جبینت | توقیعِ کرم در آستینت
آوردہ براتِ رستگاراں | از بہر چو ما شکستہ کاراں

امیر خسرو ؎

بخششِ پاک بندۂ پاک | آمد سوئے بند خانۂ خاک
آورد زحضرتِ خداوند | منشورِ نجاتِ عاصیِ چند

مولٰنا نظامی کا دوسرا شعر بہت بلند پایہ ہے۔ خصوصاً دوسرا مصرع "توقیعِ کرم در آستینت"
امیر خسرو نے ؎ بخششِ پاک بندۂ پاک ٭ آمد سوئے بند خانۂ خاک ٭ میں کمال
عبودیت کو جو کمالِ محمدی ہے عیاں فرمایا ہے۔ کیا پاکیزہ مصرع ہے ع

بخششِ پاک بندۂ پاک

اس شعر کو ان اشعار کے ساتھ ملا کر پڑھو جو قرب خاص کے بیان میں گزرے،
حفظِ مراتب اور پاس ادب کی داد دل سے نکلے گی۔

مولٰنا نظامی کے اخیر شعر کا امیر خسرو کے اخیر شعر سے مقابلہ کروگے تو امیر خسرو کا
شعر زیادہ چست معلوم ہوگا۔

ایک اور موقع دیکھو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آمد:

امیر خسرو	مولٰنا نظامی
از سدرہ رسید مرغ والا	جبریل رسید طوق در دست
خواندش بہ نوید حق تعالیٰ	کز بہر تو آسمان کمر بست
آورد جنیبۂ فلک گام	ہر ہفت فلک کہ حلقہ بستند
فردوس نورد و فرقد آشام	نظارگی تو ہر چہ ہستند
داد از نمط جنیبہ داری	برخیز و بیا نہ وقت خواب ست
شہ را بہ جنیبہ شہسواری	مہ منتظر تو آفتاب ست
آن شاہ سوار آسمان گرد	آگے باقی سیاروں کا ذکر کرکے فرماتے ہیں:
آہنگ بہ گشت آسمان کرد	امشب شب قدرتست دریاب
	قدر شب قدر خویش دریاب
	آرایش سرمدی ست امشب
	معراج محمدی ست امشب

اشعار بالا کے مقابلہ سے واضح ہوگا کہ غالبؔ حفظ مراتب کلام خسروی میں زیادہ ہے۔ اور زور کلام مولٰنا نظامی کے یہاں۔

روانگی معراج کے موقع پر:

امیر خسرو	مولٰنا نظامی
اول ز سرائے ام ہانی	سر بر زدہ زیں سرائے فانی
شد محرم کعبۂ یمانی	بر اوج سرائے ام ہانی

امیر خسرو

پس داد بابروئے مقوس

محراب بہ قبلۂ مقدس

در قبلہ شد و بہ قعدہ بنشست

تحریمہ بہ قبلۂ سمابست

علاوہ خوبیِ کلام امیر خسرو کے اشعار میں شانِ عبودیت کا پورا جلوہ ہے۔

امیر خسرو	مولانا نظامی
بازار جہت گزاشت بر جائے	بازار جہتِ بسیم شکستی
بنہاد بہ نطعِ بے جہت پائے	از زحمتِ فوق وتحت رستی
سرزاں سوئے کائنات بر کرد	خرگاہ بروں زدی ز کونین
ملکِ ازل وابد نظر کرد	در خیمۂ قربِ قابَ قوسین

زورِ کلام امیر خسرو کے یہاں زیادہ ہے۔ دیکھو انسان جب کسی بلند مقام پر پہنچتا ہے تو شوق سے چاروں طرف کا منظر دیکھتا ہے۔ امیر خسرو نے کیا نظارہ گاہ پیدا کیا۔ ع

ملکِ ازل وابد نظر کرد

مولانا نظامی کا یہ شعر ؎

جبریل زہمرہیت ماندہ   اللہ معک زدور خواندہ

لاجواب ہے۔ اللہ معک لاکھوں موقعوں پہ استعمال ہوا ہوگا، لیکن شاید ہی اس سے بہتر

منتقل ہوا ہو۔ عالم ملکوت میں اپنے مرتبہ پر حضرت جبریل کا رہ جانا اور دُوسرے "اللہ معک" زبان پر لانا کس دلآویز اور بلیغ پیرایہ میں آپ کے علو مرتبہ اور تقرب الٰہی پر دلالت کرتا ہی۔ اللہ معک معمولاً کلمۂ رخصت ہی لیکن اس موقع پر جو قرب ذاتِ باری کا پہلو اس میں نکل رہا ہے وہ شانِ بلاغت بلکہ جانِ بلاغت ہی۔ حضرت جبریل بارگاہ جلال میں قدم آگے نہیں بڑھا سکتے اور دُوسرے کہتے ہیں اللہ آپ کے ساتھ ہی۔ یعنی اب خدا کی ذات اور آپکے سوا اور کوئی نہیں۔ اُردو میں اس موقع پر "اللہ کے سپرد" کہتے ہیں لیکن اس میں یہ پہلو نہیں۔ مولنا نظامی کی عربی فقروں کی تضمین کندن میں نگینہ ہی۔ بعض نمونے اوپر بھی دیکھ آئے ہو۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

مقابلہ کی کشمکش دیباچہ کے مضامین (خصوصاً مضامین مذکورۂ بالا) میں ختم ہوجاتی ہی۔ آگے (داستان لیلیٰ مجنوں کا میدان) اقلیم خسروی ہے ع

شرکت نبرد بہ ملک را ہی

صرف دونوں اُستادوں کا کلام بالمقابل پڑھنے سے فرق عظیم نمایاں ہوجاتا ہے۔ لہذا وجوہ مقابلہ کی تفصیل تحصیل حاصل ہی۔ معلوم ہوتا ہی کہ خود مولنا کو اس کا احساس تھا کہ یہ میدان اُن کے اشہب قلم کے واسطے تنگ ہی۔ چنانچہ سبب تالیف میں اُس موقع پر فرماتے ہیں جب فرمان شاہی داستان لیلیٰ مجنوں کے نظم کرنے کی بابتہ پہنچا ہی۔ مولنا کو تامل ہی۔ صاحبزادہ محمد نظامی کو اصرار کہ شاہی فرمایش کی تعمیل ضرور ہو۔

گفتم سخنِ تو ہست بر جائے | اے آئینہ روشنے و آہنیں رائے

لیکن چہ کنم ہوا دو رنگ ست | کاندیشہ فراخ و سینہ تنگ ست
دہلیز فسانہ چوں بود تنگ | گردد سخن از شد آمدن لنگ
میدانِ سخن فراخ باید | تا طبع سواریٔ نماید
اسبابِ سخن نشاط و ناز ست | زیں ہر دو سخن بہانہ ساز ست
بر شیفتگی و بند و زنجیر | باشد سخنِ برہنہ دلگیر
ایں آیۂ اگرچہ ہست مشہور | تفسیرِ نشاط ہست از و دور
در مرحلۂ کہ رہ ندانم | پیداست کہ نکتہ چند رانم
نے باغ نہ بزمِ شہر یاری | نے رود و نہ مے نہ کامگاری
بر خشکیِ ریگ و سختیِ کوہ | تا چند رود سخن بانبوہ

دیکھو، امیر خسرو کی روانیِ طبع نے اسی خشک ریگ اور سنگلاخ پہاڑ پر فصاحت کے دریا بہا دئے اور رنگینیِ کلام سے اُن کو رشکِ گلستاں بنا دیا۔ فقد صدق افصح العرب والعجم صلّی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحْرًا۔

جمالِ لیلیٰ

مولانا نظامی | امیر خسرو

بود از صدفِ دگر قبیلہ | بود از صفِ آں بتانِ دلخواہ
ناسفتہ دُرےؔ[1] و ہم طویلہ | ماہے کہ زد آفتاب را راہ

---

[1] ضمیر شش راجع بہ جانب مجنون ۱۲ حسرت

مولانا نظامی

آفت نرسیدہ دخترے خوب
چوں عقل بہ نامِ نیک منسوب
آراستہ لعبتے چو ماہے
چوں سروِ سہی نظارہ گاہے
شوخیکہ بہ غمزہ کمینہ
سفتے نہ یکے ہزار سینہ
آہو چشمے کہ ہر زمانے
کشتے بکرشمہ جہانے
ماہِ عربی بہ رخ نمودن
ترکِ عجمی بہ دل ربودن
زلفش چو شبے رخش چراغے
یا مشعلہ بہ چنگِ زاغے
محبوبۂ بیتِ زندگانی
شہ بیتِ قصیدۂ جوانی
تو نیز بتانِ ہمنشیناں
در خوردِ کنارِ نازنیناں

امیر خسرو

لیلیٰ نامے کہ مہ غلامش
خالش نقطے ز نقشِ نامش
مشعل کشِ آفتاب و انجم
دیوانہ کنِ پری و مردم
تاراج گرِ متاعِ جانہا
بنیاد شگافِ خانماں ہا
سلطانِ شکر لبانِ آفاق
لشکر شکنِ شکیبِ عشاق
گردن زنِ عافیت فروشاں
تشویش دہِ صلاح کوشاں
سرتا بقدم کرشمہ و ناز
ہم سرکشِ حسن و ہم سرافراز
نازے و ہزار فتنہ در بر
چشمے و ہزار کشتہ در شہر
چشمش ز کرشمہ مست و بیہوش
آہو برہ بہ خوابِ خرگوش

مولانا نظامی

برشتهٔ عقدِ زلف و خالش
آموده جواهرِ جمالش
گلگونه ز روی خویش پرورد
سرمه ز سوادِ مادر آورد
در هر دلی از هواش میلی
گیسوش چو لیل و نام لیلی
شکّرشکنی بهر چه خواهی
شکّرشکن از شکر چه خواهی

امیر خسرو

خندان چو چمن به تازه روئی
شیرین چو شکر به تلخ گوئی
از وسمه چشم دیو بسته
تسبیحِ فرشتگان گسسته
نی بت که چراغِ بت پرستان
طاوسِ بهشت و کبکِ بستان
فرموده کلاله را سواری
داده مژه را سلاح داری
افگنده به دوش زلف چون شست
او بی خبر و نظارگی مست
معجونِ لبش به دُرفشانی
پرورده به آب زندگانی
همخوابهٔ لاله گیسوانش
همشیرهٔ انگبین دهانش
خورشید غلام زادهٔ او
مه داغِ جبین نهادهٔ او

امیر خسرو

اندر صفتِ آں بتانِ شیریں
چوں زہرہ بہ نور و مہ بہ پرویں

ابتدائے عشق

مولانا نظامی

عشق آمد و جام جام درداد
جامے بدو خوشے خام درداد
مستی بنخست بادہ سخت ست
افتادنِ ناقتادہ سخت ست
چوں از گلِ مہر بو گرفتند
باخود ہمہ روزہ خو گرفتند
ایں جاں بہ جمالِ او سپردہ
دل بُردہ و لیک جاں نبردہ
آں بر رخِ او نظر نہادہ
دل دادہ و کامِ دل ندادہ
عشق آمد و خانہ کرد خالی
برداشتہ تیغِ لاابالی

امیر خسرو

ہر دو بہ نظارہ روئے در روئے
وارفتہ خیال موئے در موئے
لب ماند ز گفتن و زباں ہم
دل گشتہ ہم یکے و جاں ہم
بیہوشیِ شاں بہ گفتنِ راز
خاموشیِ شاں بہ پردہ آواز
ہر دو بہ غم و گداز ماندہ
لب بستہ و دیدہ باز ماندہ
آں کردہ نظر بہ روئے ایں گرم
وافگندہ ز دیدہ برقعِ شرم
ایں تن بہ ہلاک ساز دادہ
او سینہ بہ تیغِ ناز دادہ

مولانا نظامی

غم داد دل از کنارشاں برد
وز دل شدگی قرارشاں برد
زاں دل کہ بیک دگر بدادند
در معرضِ گفتگو فتادند
ایں پردہ دریدہ شد بہر سُوئے
واں راز شنیدہ شد بہر کوئے
ایں قصہ کہ محکم آیتے بود
در ہر دہنے حکایتے بود
کردند بسے بسے مدارا
تا راز نگردد آشکارا
بندِ سرِ نافہ گرچہ خشک ست
بوئے خوشِ او گواہِ مشک ست
بادے کہ ز عاشقی خبر داشت
برقع ز جمالِ عشق برداشت
کردند شکیب تا بکوشند
کاں عشقِ برہنہ را بپوشند

امیر خسرو

ایں گفتہ غمِ خود از رخِ زرد
او دادہ جوابش از دمِ سرد
ایں دیدہ درو بہ چشمِ پاکی
او نیز دلے بہ شرمناکی
ایں کامِ خود از فغانِ خود دوخت
او سینۂ خود ز آہِ خود سوخت
عشق آمد و خوں بہ خوں در آمیخت
خونابۂ دل ز دیدہ می ریخت
اندیشہ متاعِ صبر گم کرد
غم بر دل و دیدہ اشتلم کرد
سلطانِ خرد بروں شد از تخت
ہم خانہ بباد داد ہم رخت
طوفاں ز تنور سر برآورد
وآفاق بموجِ خوں در آورد
افتاد ز فرقِ عافیت تاج
خازن شدہ و خزینہ تاراج

امیر خسرو

دردادہ چو بادہ ساقیِ شوق
گم شد دو حریف در یکے ذوق
مستاں ز شراب خانہ جستند
خم بر سرِ محتسب شکستند
در شہرِ وفا در آمد آں بوئے
ہم خانہ خراب گشتہ ہم کوئے
عاشق منگر کہ داغ پوشد
کو مقنعہ بر چراغ پوشد
دستے کہ کند عبیر سائی
انگشت بر و دہد گوائی
بودند بہ زاری آں دو غمخوار
در چنبرِ یکدگر گرفتار
میکرد دو سینہ جوشِ بر جوش
میرفت دو قصہ گوش در گوش
یاراں کہ بہ سر کنارہ بودند
در دیدہ دراں نظارہ بودند

امیر خسرو

بیند و بہ نقش بین از دور
عاشق بہ حساب خویش مستور
راز یکہ ز سینہا بجوشد
آں باز کند گر ایں بپوشد
باشد چو خریطہ پر ز سوزن
بندی دہنش چہ ز روزن
بر روے محیط پل تواں بست
نتواں لب خلق را زباں بست

مجنوں کی آشفتگی لیلی کی پردہ نشینی کے بعد

مولنا نظامی

مجنوں چو ندید روے لیلی
از ہر مژہ کشاد سیلی
میگشت بگرد کوے و بازار
در دیدہ سرشک و در دل آزار
میگفت سرود ہاے کاری
میخواند چو عاشقاں بہ زاری

امیر خسرو

چوں ماند پریوش حصاری
در حجرۂ غم بہ سوگواری
قیس از ہوس جمال دلبند
در درس ادب ندید یک چند
در گوشۂ صحن و کنج دیوار
می کرد سرود عشق تکرار